

# استعماری مظالم اور ملی تقاضے



شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ

مشاہد ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن

# استعماری مظالم اور ملی تقاضے



شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ



## حرف اول

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ جب رہا ہو کر ہندوستان واپس تشریف لائے تو آپ نے اپنے مختصر عرصہ حیات میں جن اجتماعات میں شرکت کی ان میں جمعیت علماء ہند کا وہ اجلاس بھی شامل ہے جو ۷، ۸، اور ۹ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۹، ۲۰، اور ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء کو دہلی میں منعقد ہوا تھا۔ آپ نے اس میں نہ صرف شرکت کی بلکہ خطبہ صدارت اور اختتامی کلمات کی صورت میں اپنے نکھرے ہوئے خیالات بھی پیش کئے جن میں برطانیہ کے استعماری کردار اور اسلام کی بین الاقوامیت کو خصوصی طور پر موضوع بنایا گیا آپ نے اسلام کی جامعیت اور علماء کرام کے عصری تقاضوں سے عمدہ برآہونے کی ضرورت کو بھی واضح کیا۔

شیخ الہندؒ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے برطانوی استعمار کے خوریز مظالم اور اپنے اور اپنی تحریک پر ٹوٹے والے ہولناک تشدد سے پیدا شدہ جذباتی کیفیت کے باوجود عدل و انصاف کے دامن کو کسی طور پر غبار آلود نہ ہونے دیا۔ چنانچہ اسی خطبہ میں آپ نے ایک آیت قرآنی کی روشنی میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ برطانیہ کے ساتھ ہماری معاشرتی و اخلاقی جنگ کا سبب ان کی اپنی عداوت و دشمنی ہے گویا برطانیہ کا جہل ایلین بائے تو بیت المقدس کی فوج کو صلیبی فوج قرار دیتا ہے لیکن تیسری دنیا کا یہ عالم دین جرنیل حیرت انگیز طور پر مذہبی رواداری کے اصول پر کاربند رہتے ہوئے اپنی معاشرتی جنگ کا سبب مذہبی اختلاف کی بجائے مقابل فریق کی عداوت و دشمنی قرار دیتا ہے یہ ہے ولی اللہی جماعت کی وہ روشن خیالی جس سے دنیا کی تحریکات آزادی و انقلاب نے اپنے چراغ جلائے ہیں اور اسی کی روشنی میں آج ولی اللہی حلقوں میں اس امر پر زور دیا جاتا ہے کہ امریکہ سے ہماری جنگ کا سبب اس کا مسلط کردہ وہ عالمی استحصال نظام ہے جو تیسری دنیا کی عداوت و دشمنی پر مبنی ہے۔ آج معاشرے کو ولی اللہی جماعت کے اسی مذہبی رواداری پر مبنی کردار کو اپنانے کی ضرورت ہے جو اجتماعی انقلاب کی ایک اہم اساس ہے۔

چیئرمین

## فہرست

|    |    |    |    |
|----|----|----|----|
| ۲۰ | ۶  | ۶  | ۶  |
| ۲۰ | ۷  | ۷  | ۷  |
| ۲۳ | ۷  | ۷  | ۷  |
| ۲۴ | ۸  | ۸  | ۸  |
| ۲۴ | ۱۰ | ۱۰ | ۱۰ |
| ۲۵ | ۱۱ | ۱۱ | ۱۱ |
| ۲۷ | ۱۳ | ۱۳ | ۱۳ |
| ۲۸ | ۱۳ | ۱۳ | ۱۳ |
| ۲۸ | ۱۴ | ۱۴ | ۱۴ |
| ۲۸ | ۱۵ | ۱۵ | ۱۵ |
| ۲۸ | ۱۵ | ۱۵ | ۱۵ |
| ۲۹ | ۱۶ | ۱۶ | ۱۶ |
| ۳۰ | ۱۶ | ۱۶ | ۱۶ |
| ۳۰ | ۱۸ | ۱۸ | ۱۸ |
| ۳۱ | ۱۸ | ۱۸ | ۱۸ |
| ۳۲ | ۱۸ | ۱۸ | ۱۸ |
| ۳۲ | ۱۹ | ۱۹ | ۱۹ |
| ۳۳ | ۲۰ | ۲۰ | ۲۰ |

صدارتی صفات

صلاح اجتماع کی بنیادیں

یورپ کی کارستانیوں

ہندی مسلمانوں کا دیگر مسلمانوں سے تعلق

اسلام ایک ملی معاہدہ ہے

معاہدے کے فوائد

ملی معاہدہ کا تقاضہ

ملی بے چینی کے اسباب

یورپ کی استعماریت

برطانیہ کی عیاری

مسلمانوں کی زبوں حالی

ہمہ گیر اتحاد

مقامات مقدسہ

یورپ کی مذہبی تنگ نظری

رسم حج جاری رہنے کا دھوکہ

استعمار کی ایجنٹ حکومت

ہندی مسلمانوں کی ذمہ داریاں

لاٹھی اور مصلحت بین زعماء

معاشرتی و اخلاقی جنگ

واقعہ حاطبؓ کے اہم نکات

برطانیہ کی صلیبی جنگ

وطن بدری

شبہات کا جواب

میدان عمل اور ابتداء

اسلام کے نام پر بد نما دھبہ

برادران وطن کی شرافت

علماء کرام اور عصری تقاضہ

مطالبہ حقوق کا دور

برطانیہ کی مذہبی امور میں مداخلت

خاتمہ کلام

علماء کی سیاست میں شرکت

گرمی محفل

ہندو مسلم اتحاد کی افادیت

باہمی مصالحت کی حدود

ہندو مسلم لیڈروں سے گزارش

دعاء

# استعماری مظالم اور ملی تقاضے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللهم لك الحمد انت قيم السموات والارض ومن فيهن ولك الحمد انت نور السموات والارض ومن فيهن ولك الحمد انت ملك السموات والارض ومن فيهن ولك الحمد انت الحق ووعدك الحق وبقاءك الحق وقولك حق البصحة حق والنار حق والنبون حق ومحمد حق والساعة حق اللهم لك اسلمت وبك امنيت وعليك توكلت واليك انبت وبك خاصمت واليك حاكمت فاغفر لي ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت انت المقدم و انت المؤخر لا اله الا انت

اللهم صل وسلم على عبدك ورسولك محمدن الذي جاء بالبينات وعلى اله واصحابه اجمعين يا حي يا قيوم برحمتك نستغيث اغثنا ونجنا من القوم الظالمين برحمتك يا ارحم الراحمين

## صدارتی صفات

اما بعد خاکسار ذرہ بے مقدار! حضرات علمائے کرام و معززین اہل اسلام و برادران وطن کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ آپ حضرات نے مجھ جیسے ناچیز و ضعیف کو عظیم الشان خدمت کے لئے منتخب فرمایا ہے کہ میں اس کے لئے آپ کی محبت و عزت افزائی کا دل سے شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ہی یہ التماس کرتا ہوں کہ صدارت کی ذمہ داری کی اہمیت اور زمانہ حاضرہ کی ہوش ربا کشش موت و حیات پر نظر کرتے ہوئے میں اپنی گزشتہ پانچ سالہ قید غربت اور اب موجودہ متمدن علاقے کے سبب سے صدارت کی خدمت سے اپنے آپ کو قاصر پاتا ہوں کیونکہ ایسے نازک اور پر خطر زمانہ میں کسی عظیم ملی اور قومی اجتماع کی صدارت کے لئے ضروری تھا کہ صدر تمام جزئیات سے واقف ہو اور نہ تھکنے والی دماغی قوت اور نہ متزلزل ہونے والی قلبی عزیمت اور نہ ست ہونے والی اعضاء و جوارح کی طاقت رکھتا ہو۔ بایں ہمہ آپ حضرات نے

مجھے ایک دینی و قومی خدمت کے لئے نامزد اور منتخب کر دیا تو میرے لئے سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ بنام خدا اس کے لئے سر تسلیم خم کر دوں اور خدا کی تائید پر بھروسہ کر کے خدمت اسلام و اہل اسلام کے لئے تیار ہو جاؤں۔

معزز حاضرین! میرے اس عابزانه التماس پر پوری توجہ مبذول فرمائیں کہ کئی مہینے کی امتداعات کی وجہ سے مجھے پورے اطمینان و غور و خوض کا موقع نہیں ملا ہے اس لئے اگر معروضات میں کسی قسم کی کوتاہی ہو مضامین منتشر ہوں تو میرے واقعی عذر کو پیش نظر رکھتے ہوئے معاف فرمائیں۔

والعذر عند کرام الناس مقبول (شرفاء کے ہاں عذر قابل قبول ہوتا ہے) صالح اجتماع کی بنیادیں! معزز حاضرین!۔ آج جس اجلاس میں آپ تشریف فرما ہیں اور طویل و عریض سفر برداشت کر کے شریک ہوئے ہیں یہ وہ مقدس اجتماع ہے جس کا سنگ بنیاد بحکم و شأ و وہم فی الامر اور ارہم شوریٰ بینہم اور تنا جو با البر و التقویٰ رکھا گیا ہے یعنی حضرت حق تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم فرمایا کہ اپنے اصحاب کرام سے مشورہ فرمایا کریں اور پھر مسلمانوں کی شان بھی یہی فرمائی کہ وہ اپنے امور کا آپس میں مشورہ کر کے فیملہ کرتے ہیں جس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کے تمام کام بالخصوص ایسے کام جن کا مسلمانوں کی تمام جماعت سے تعلق ہے آپس کے مشورے سے ہونے چاہئیں یہ حکم تو ایسے جلسوں اور اجتماعوں کے جواز کی بنیاد ڈالتا ہے جو بغرض مشورہ منعقد کئے جائیں اور ارشاد تنا جو بالبر و التقویٰ ان اجتماعوں کی نوعیت کو مفید کرتا ہے یعنی مجلس مشاورت کا نیکی اور خوف خدا پر مبنی ہونا لازم ہے پس تمام ایسے جلسے جن کا مقصد دین مقدس کی حمایت و حفاظت ہو اور جن میں نیکی اور بھلائی کے طریقوں پر غور کیا جائے اور جن میں خدائے قدوس کا خوف شامل حال رہے منعقد کرنا اور ان میں شریک ہونا حکم خداوندی کی تعمیل اور سنت نبویہ کی اقتداء ہے۔

یورپ کی کارستانیوں!۔ چونکہ دور حاضر میں دشمنان اسلام نے مقامات مقدسہ کو

غضب کر کے اقتدارِ خلافت کو پامال کر کے مسلمانوں کے واجب الاحترام جان و مال سے زیادہ عزیز مذہب کی توہین کی اور ان کے دینی بھائیوں کی جان و مال و آبرو کو برباد کیا اس لئے تمام روئے زمین کے مسلمانوں پر فرض ہو گیا ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں کی نصرت و اعانت اور اپنے پاک اور مقدس مذہب کی حفاظت اور اعدائے اسلام سے مدافعت کے لئے کھڑے ہو جائیں اس فرض میں چین، جاوا، ہندوستان، افغانستان، برکستان، بخارا وغیرہ کے مسلمان برابر ہیں کسی کی تخصیص نہیں جن مقامات میں لڑائی ہوئی ہے جس طرح وہاں کے مسلمانوں پر فرض تھا کہ اپنے بھائیوں کی مدد اور دشمن سے مدافعت کریں اسی طرح روئے زمین کے مسلمانوں پر ایشیائی اور یورپین مظلوم مسلمانوں کی امداد و اعانت اور دشمنوں سے مدافعت فرض ہے اگرچہ امداد و اعانت کی صورت مختلف اور مدافعت کی نوعیت جداگانہ ہو۔

جمعیتہ علمائے ہند کے سامنے جہاں اور مذہبی و علمی و فرائض ہیں وہاں اس وقت یہ فریضہ بھی اس کے پیش نظر ہے بلکہ تمام دیگر فرائض سے مقدم اور اہم ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کا بیرون ہند کے مسلمانوں کے ساتھ تعلق رہا یہ سوال کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو بیرون ہند کے مسلمانوں کے ساتھ ایسا کون سا شدید تعلق ہے جس کی وجہ سے ان پر سات سمندر پار رہنے والوں کی جانی اور مالی امداد فرض ہو جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام نے اپنے بیرونوں کو کلمہ گویوں کے درمیان ایک ایسا رشتہ اتحاد و اخوت قائم کیا ہے جو تمام قومی مصنوعی اتحادات سے بالاتر ہے اس میں قومیت اور لباس اور رنگت کا امتیاز نہیں صرف خدائے واحد پر ایمان لانا ایک مغربی شخص کو اقصائے مشرق میں رہنے والے کا بھائی بنا دیتا ہے اور ان بعد المشرقین کے رہنے والوں کے درمیان وہ تمام تعلقات قائم ہو جاتے ہیں جو ایک بھائی کو دوسرے بھائی کے ساتھ حاصل ہوتے ہیں (یعنی اہل اسلام کے باہمی اتحاد کی بنیاد ملت ہے ایک قومیت نہیں) (شعف)

حضرت حق جل شانہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں

انما المؤمنون اخوة

(سورة الحجرات) یعنی تمام مسلمان

(یہ آپس میں) بھائی ہیں۔

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان حقا علی المؤمنین ان يتوجع بعضهم یعنی مسلمانوں پر لازم ہے یہ ایک دوسرے کے  
لبعض كما يالحم الجسد للراس (کنز العمال) ایسے درد مند ہوں جیسے سر کے

درد میں باقی اعضاء بدن دکھ پاتے ہیں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

المؤمنون كرجل واحد ان اشتكى عيبه یعنی تمام مسلمان مثل ایک جسم کے  
اشتكى كله وان اشتكى راسه اشتكى كله. ہیں اگر آنکھ میں درد ہو تمام بدن دکھ  
اٹھتا ہے اور سر میں درد ہو تو تمام بدن تکلیف پاتا ہے۔

اسی طرح ایک مسلمان کے درد اور دکھ سے تمام مسلمانوں کو درد اور تکلیف  
پہنچنا ضروری ہے خدا تعالیٰ کے پاک فرمان اور رسول مقبول صلعم کے مقدس ارشاد  
سے صاف ثابت ہو گیا کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے درد سے اس قدر  
صدمہ ہونا چاہیے کہ جس قدر ایک عضو کی تکلیف سے دوسرے اعضاء کو تکلیف  
ہوتی ہے اور اس مثال سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ایمان اس وقت کامل ہو گا  
جب کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی تکلیف سے ایسے ہی بے اختیاری اور  
اضطراری طور پر تکلیف پہنچے جس طرح ایک عضو کی دوسرے اعضاء کو تکلیف  
بے اختیاری اور اضطراری ہوتی ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ہے۔

المسلم اخو المسلم لا يظلمه

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا

بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے دشمن

ولا يسلّمه

کے پیچھے میں چھوڑ دے

(وفی روایتہ المسلم) ولا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره.



دوسری روایت میں ہے) کہ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کی نصرت اور مدد سے منہ موڑے اور نہ اسے حقیر کرے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا۔

ما من امرئ مسلم یخذل اسراءً مسلماً فی موضع ینتھک فیہ حرمتہ و ینتقض فیہ من عرصہ الا حدلہ اللہ فی موطن یحب فیہ نصرته و ما من امرئ مسلم ینصر مسلماً فی موضع ینتقض من عرصہ و ینتھک فیہ من عرصہ الا نصرہ اللہ فی موضع یحب فیہ نصرته (راوہ ابو داؤد) المؤمن احو المؤمن یکف عنه ضیعته و یحوطہ من وراثہ (ابو داؤد)

جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسے موقع پر مدد کرے جہاں اس کی بے عزتی کی جاتی ہو اور آبرو پامال ہوتی ہو تو خدا اس کی اس جگہ مدد نہیں کرے گا جہاں یہ خدا کی مدد چاہتا ہے اور جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے گا جہاں اس کی عزت خراب کی جاتی ہے اور بے آبروئی ہو رہی ہے تو خدا اس کی اس جگہ مدد کرے گا جہاں یہ خدا کی مدد چاہتا ہے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس کو ہلاکت سے بچاتا اور پس پشت اس کی حفاظت کرتا ہے۔

یہ ہیں خدائے برتر اور اس کے پاک رسولؐ کے صریح فرمان اور یہ ہیں مقدس مذہب اسلام کے جلیل القدر احکام جن کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمان اپنے سمندر پار کے مذہبی بھائیوں کی امداد و اعانت کو اپنا مذہبی پاک فریضہ سمجھتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر ہم نے اس دردناک مصیبت میں بھی ان کی بات نہ پوچھی کانوں میں تیل ڈالے بیٹھے رہے اور ان کو دشمنوں کا تختہ مشق بن جانے کے لئے چھوڑ دیا اور ان کی امداد و اعانت میں امکانی کوشش نہ کی تو قیامت کے دن خدائے جلیل و جبار کے قہر سے چھٹکارا مشکل ہے۔

اسلام ایک ملی معاہدہ ہے۔ اسلام سے پہلے قومی زندگی قائم رکھنے اور بنی نوع انسانی کی

ہمدردی حاصل کرنے کے لئے اقوام عالم کا یہ طریقہ تھا کہ ایک دوسرے کے ساتھ حلف یعنی معاہدہ کر لیا جاتا تھا۔ دونوں معاہدہ تو ہیں ایک دوسرے کی مددگار ہوتی تھیں ایک دوسرے کی طرف سے دشمنوں سے لڑتی تھیں معاہدے کی یہ رسم غیر مسلم اقوام میں آج تک جاری ہے۔

اسلام نے حلف یعنی معاہدہ نصرت کو مسلمانوں کے آپس میں غیر ضروری قرار دیا مگر غیر ضروری قرار دینے کا منشاء یہ نہیں تھا کہ مسلمانوں کو متفقہ قومی طاقت یا باہمی معاونت کی ضرورت نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کو خود ان کے پاک مذہب نے باہمی نصرت و اعانت کی ایسی مضبوط زنجیر میں جکڑ دیا ہے جو انسانی معاہدہ نصرت سے کہیں زیادہ مضبوط اور استوار ہے جس وقت کسی شخص نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لیا اسی وقت سے وہ مسلمانوں کا بھائی ہو گیا خواہ وہ اقصائے مغرب کا رہنے والا ہو یا مہتہائے مشرق کا گورا ہو یا کالا کچھ تفاوت نہیں۔

معاہدے کے فوائد۔ بات یہ ہے کہ معاہدہ کنزوالے معاہدہ سے تین فائدے حاصل کرتے تھے اول یہ کہ ایک معاہدہ دوسرے کے حملے سے محفوظ ہو جاتا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی تیسرے حملہ آور دشمن کے ساتھ مل کر اس سے لڑنے کا خطرہ نہیں رہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ اگر یہ کسی دشمن پر حملہ کرے تو معاہدہ اس کی مدد کرے یہ تینوں باتیں ہر مسلمان پر اسلام لاتے ہی فرض ہو جاتی ہیں مثلاً "پہلی بات کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حملے سے محفوظ ہو جائے اس کے متعلق ارشاد ہے۔

سبب المسلم فسوق وقتلہ کفر  
مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس پر حملہ  
کرنا کفر ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا۔

کل المسلم علی المسلم حرام دمہ  
و مالہ و عرضہ۔  
یعنی مسلمان کو دوسرے مسلمان کے  
جان و مال اور آہو پر حملہ کرنا حرام ہے۔

تیسری حدیث میں ارشاد ہے

اللاترجعن بعدی کفار ایضرب  
بعضکم رقاب بعض (ترمذی)  
دیکھو میرے بعد کافروں کی طرح نہ ہو جانا  
کہ ایک دوسرے کی گردن مارو  
اور حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

ومن یقتل مؤمن متعمداً فجزاؤہ  
جہنم خالدیہا وغضب اللہ  
علیہ ولعنا واعدلہ عذابا  
عظیماً (سورۃ النساء)  
جو شخص کسی مسلمان کو قصداً  
قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے  
جس میں وہ ہمیشہ رہے گا  
اور اسپر خدا کا غضب اور لعنت نازل ہوگی اور  
اس کے لئے خدا تعالیٰ نے بڑا عذاب مہیا کیا ہے

اور دوسری بات کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی جانب سے یہ خوف نہ  
کرے کہ وہ میرے دشمن کے ساتھ ہو کر میرے اوپر حملہ کرے گا۔ اس کے متعلق  
ارشاد ہے۔

لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون  
المؤمنین (سورۃ النساء)  
یعنی مسلمان، کافروں کو اپنا دوست  
مسلمانوں کے خلاف نہ بنائیں کہ  
کفار کی طرف ہو کر مسلمانوں سے لڑیں۔

تفسیر ابن جریر میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

ومعنی ذلک لا تتخذوا ایہا المؤمنون  
الکفار ظہراً وانصاراً تو الونہم علی دینہم  
وتظاہرونیہم علی المسلمین (ابن جریر طبری)  
یعنی معنی اس آیت کے یہ ہیں  
کہ اے مسلمانو! کفار کو اپنا مددگار  
اور حمایتی نہ بناؤ کہ ان کافروں  
سے تم ان کے دین میں دوستی کرو، اور  
ان کی مسلمانوں کے خلاف مدد کرو۔

تیسری بات کہ اگر مسلمان کسی دشمن پر حملہ کرے تو تمام مسلمان اس کی مدد  
کریں اس کے متعلق حضور کا صاف و صریح ارشاد موجود ہے۔ کہ۔

المؤمنون بد علی من سواہم (ابو داؤد) تمام مسلمان دشمنان اسلام کے مقابلہ میں ایک

ہاتھ ہیں۔

یعنی دشمنان اسلام کے مقابلے میں تمام مسلمانوں کو اس طرح شفقہ طاقت سے کام لینا چاہیے کہ گویا ان سب کی حرکت ایک ہاتھ کی حرکت ہے۔

پس جب کہ مسلمانوں کے لئے رسمی معاہدہ کی تمام ذمہ داریاں صرف اسلام لانے سے حاصل ہو جاتی ہیں تو مسلمان کو مسلمان سے معاہدہ کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی رہا مسلمانوں کا کسی دوسری قوم سے معاہدہ کرنا اور جب تک دوسرا فریق بد عمدی نہ کرے اس پر قائم رہنا یہ طحیدہ چیز ہے۔

ملی معاہدہ کا تقاضا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آج کل کی دنیا کی وہ قومیں جو اپنے رسمی معاہدوں کو واجب الاحترام سمجھتی ہیں کیا ان کو یہ حق ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس آسانی معاہدے اور مذہبی حلف سے روک دیں یا یہ کہہ سکیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ترکی یا عراق یا شام کے مسلمانوں سے کیا واسطہ یہ خواہ مخواہ کیوں چیخ و پکار کرتے ہیں ہم تمام ایسے لوگوں سے بباگ دہل کھکے دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں باہمی نصرت و معاونت کا معاہدہ انسانی معاہدہ نہیں ہے بلکہ خدائے قدوس کا قائم کیا ہوا اور سخت ناکیدی مذہبی احکام کا قرار دیا ہوا معاہدہ ہے۔ اگر تمہارے اپنے قائم کئے ہوئے معاہدے تمہیں مجبور کرتے ہیں کہ امریکہ والے آکر یورپ میں تمہاری مدد کریں اور ان کی یہ مدد آئین و انصاف کے خلاف نہ سمجھی جائے تو مسلمانوں کو ان کا خدا ان کا رسول ان کا پاک مذہب حکم کرتا ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں کی مدد کریں خواہ وہ کہیں کے رہنے والے ہوں۔

کسی انسانی قانون اور طاقت کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے مذہبی فرائض سے روکے یا ان کی جائز مذہبی جدوجہد کو غیر آئینی قرار دے۔

ملی بے چینی کے اسباب۔ یہاں پر طبعاً یہ سوال پیدا ہو گا کہ وہ کون سے واقعات ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو اس قدر بے چین اور مضطرب کر دیا ہے اور کیا اسباب ہیں جن کی وجہ سے بیرون ہند کے رہنے والے بھائیوں سے ہمدردی اور ان کی

اعانت فرض ہو گئی ہے اس کا جواب دینے اور سننے کے لئے پھر کا دل فولاد کا کلیجہ درکار ہے اور اس کی تفصیل کے لئے بہت زیادہ وقت کی ضرورت ہے اس لئے اول تو اپنے ضعف کی وجہ سے دوسرے اس لئے بھی کہ بہت سے واقعات اور مظالم اخباروں اور تحریروں کے ذریعہ سے عالم پر آشکار ہو چکے ہیں میں صرف چند جملوں پر اختصار کرتا ہوں۔

یورپ کی استعماریت :- معزز ناظرین دنیائے اسلام میں گذشتہ چند صدیوں سے سلطان ترکی کی واحد سلطنت اسلامی شوکت کی ضامن تھی اور حرمین محترمین بیت المقدس عراق وغیرہ کے تمام اراکین مقدمہ ومقامات محترمہ کی حفاظت کی کفیل تھی جمہور اہل اسلام کے اتفاق سے سلطان ترکی خلیفہ المسلمین مانے جاتے تھے اور خلافت کے فرائض نہایت خوبی سے انجام دیتے تھے۔ ان کا عروج و ترقی اور ان کی سلطنت کی وسعت جابر و غاصب مسیحی سلطنتوں کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھکتی تھی اور وہ ہمیشہ اس فکر میں لگی رہتی تھیں۔ کہ خلیفہ المسلمین کا اقتدار گھٹایا جائے اور مستقر خلافت پر قبضہ کر کے یورپ سے اسلام کا نام و نشان مٹا دیا جائے اگرچہ سلطان ترکی پر ان مسیحی بھٹیڑیوں کے درمیان بالکل بتیس دانٹوں میں ایک زبان کی مثل صادق تھی مگر خلیفہ المسلمین کی اسلام کے لئے جاں بازانہ مقاومت ان غاصبوں کی متعصبانہ خواہشیں پوری نہ ہونے دیتی تھی تاہم ان دشمنان اسلام کے دندان آذغریب ترکی کے بدن میں سے گوشت کے لوتھڑے نوچتے رہے اور ۱۸۷۷ء سے تو اس لڑج کسوٹ کا متواتر ایک سلسلہ قائم ہو گیا مصر جیسا زرخیز علاقہ، جزیرہ قبرص، طرابلس، سالونیکا، یونان، بلغاریہ، سرویا، البانیہ وغیرہ ترکی علاقے یکے بعد دیگرے ان ظالموں کی جوع الذئب کی بھینٹ چڑھ گئے اور یہ ان بڑے بڑے لقموں کو ایسا ہضم کر گئے کہ ڈکار تک نہ لی یہاں تک کہ یہ جنگ عظیم چھڑ گئی جس کا واحد سبب طمع ملک گیری تھا کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ ترکی کو بھی شریک جنگ ہونا پڑا اور شریک بھی اس فریق میں جو برطانیہ سے برسرِ پیکار تھا اس وقت تمام عالم کے مسلمان جس مصیبت میں

جٹلا ہوئے اور بالخصوص برطانوی حکومت میں رہنے والے مسلمانوں کو جو مشکلات پیش آئیں ان کو خدائے علیم و حکیم ہی بہتر جانتا ہے۔

برطانیہ کی عیاری:- برطانوی مدیرین نے اپنی مسلمان رعایا کی تسلی کے لئے وقتاً فوقتاً چند اعلان شائع کئے جن میں مسلمانوں کو اطمینان دلایا کہ ان کے مقامات مقدسہ پر کوئی آنچ نہ آئے گی اور مستقر خلافت پر کوئی معاندانہ قبضہ نہ کیا جائے گا اگرچہ مسلمانوں کا ان وعدوں پر یقین کر کے مطمئن ہو جانا ایک سخت غلطی تھی جس کا تلخ ترین مزہ آج ان کے روحانی ذائقے کو تلخ بنا رہا ہے لیکن واقعہ یوں ہوا کہ مسلمان اس وعدے پر مطمئن ہو گئے اور سلطنت برطانیہ کی جانی و مالی امداد کر کے شاندار فتح حاصل ہونے کے باعث بنے۔

شاہترین برطانیہ نے جیسے ہی ہوا کا رخ اپنے موافق دیکھا فوراً "عیاری کے داؤ چلنے لگے اور تمام دنیا کی مہذب قوموں کی آنکھوں میں خاک ڈال کر تمام وعدے نیا "منسیا" کر دیئے۔

مقامات مقدسہ پر قبضہ کر لیا۔ مستقر خلافت یعنی فلسطینہ کو فوجی قبضہ میں دبوچ لیا۔ سمرنا پر یونانیوں کو قبضہ دلایا۔ عرب کو ترغیب اور لالچ دے کر خلیفہ المسلمین سے باغی بنا دیا۔ ترکی فوجوں سے ہتھیار رکھوا لئے اور اس غریب کو زمانہ التواء میں بے دست و پا کر کے نہایت ذلت آمیز شرائط صلح پر دستخط کرنے کے لئے مجبور کیا۔ شرائط صلح میں خاص طور پر اقتدار خلافت کو زائل کرنے والی شرطیں لگائی گئیں اور تمام دیگر طاقتوں کو مسلمان رعایا کا خلیفہ المسلمین سے ذہنی سرپرستی کا تعلق منقطع کر دیا گیا ولی عہد ترکی کو حراست میں کر لیا اور اسی قسم کے ہزاروں غیر منصفانہ سلوک کئے گئے۔

مسلمانوں کی زلوں حالی:- ان لڑائیوں میں شام، عراق، عرب، سمرنا، ترکی کے مسلمانوں پر مصیبت کے پہاڑ توڑے گئے، لاکھوں مسلمان قتل کئے گئے، لاکھوں عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہوئے، ہزاروں کلمہ گو خانہ دیران ہو کر وطن سے بھاگ نکلے

اور آج غیر ملکوں میں سڑکوں اور میدانوں پر بے یار و مددگار پڑے ہوئے ہیں۔  
سینکڑوں کے بدن پر کپڑا اور جان بچانے کے لئے قوت لایموت بھی میسر نہیں سمرا میں  
ہزاروں بے گناہ قتل کر دیئے گئے عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔

یہ ہیں وہ روح فرسا اور جانسوز واقعات جنہوں نے تمام عالم کے مسلمانوں کو  
بے چین کر دیا ہے اور جس کے دل میں ذرا سا ایمان بھی باقی ہے وہ سیماب وار  
بیتقرار ہے اور اپنا شرعی اخلاقی اور قانونی حق سمجھتا ہے کہ اپنے مظلوم بھائیوں کی  
نصرت و اعانت کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور جس طرح ممکن ہو اپنے بھائیوں کو دشمن کے  
نرغہ سے نکالے اور ان کے پنچہ ظلم سے نجات دلائے۔

اخوت ایمانی کی ایک عالمگیر لہرائی اور طرفتہ العین میں مشرق سے مغرب تک  
اور جنوب سے شمال تک دوڑ گئی سوتے ہوؤں کو بیدار کر دیا بیداروں کو اٹھا کر کھڑا اور  
کھڑے ہوؤں کو بے محابا دوڑا دیا۔

ہمہ گیر اتحاد۔ حجرہ نشین زاہد کتاب کے کھڑے، طالب علم مدرسوں میں درس دینے  
والے برق مقرر عالم، دکانوں پر بیٹھنے والے تاجر اسباب ڈھونے والے مزدور سب ایک  
صف میں آکر کھڑے ہو گئے یہی نہیں بلکہ دول یورپ اور بالخصوص برطانیہ کی ظالمانہ  
اور غاصبانہ پالیسی دیکھ کر اکتیس کروڑ برادران وطن بھی ان کے ساتھ ہمدردی کے لئے  
تیار ہو گئے۔

مقامات مقدسہ۔ یہ فریضہ تو اپنے مسلمان بھائیوں کی اعانت و امداد کے متعلق تھا۔  
جس میں انسانی ہمدردی اور اخلاقی مروت کی وجہ سے غیر مسلم بھائی بھی مسلمانوں کے  
دوش بدوش کام کر رہے ہیں اس کے بعد دوسرا فریضہ حمایت مذہب اور اماکن مقدسہ  
کا احترام باقی رکھنے کے متعلق ہے جو مسلمانوں پر ان کے پاک مذہب نے عائد کیا ہے  
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ آخری وصیت جو دنیا سے تشریف لے جاتے  
وقت مسلمانوں کو فرمائی تھی یہ تھی۔

اخر جوا المشركين من جزيرة العرب یعنی مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔

اور دوسری جگہ روایت میں ہے۔

اخر جوا اليهود والنصارى من جزيرة  
یعنی یہود اور نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے  
العرب (صحیح مسلم) نکال دو۔

ان احکام میں تمام مسلمان مخاطب ہیں عرب و عجم کی کوئی تفریق نہیں شامی یا ترکی یا ہند کا کوئی امتیاز نہیں۔ ان احکام کی وجہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسلام کے اصلی سرچشمہ ہیں۔ حجاز کی مقدس سرزمین پہلی جگہ ہے کہ جہاں سے توحید ربانی کا آفتاب طلوع ہوا اور اس کے ذروں کو روشن کر کے ہر ذرے کو دنیا کے مختلف حصوں کے لئے ایک ایک آفتاب بنا دیا۔

اس پاک اور مقدس سرزمین پر اسلام کے حقیقی جان نثاروں اور خدائے پاک کی توحید پر جان قربان کرنے والوں کے خون کے محترم قطرے گرے ہیں اور انہوں نے نہایت جلیل القدر قربانیوں کے بعد ان مقامات کو کفر و شرک کی نجاست سے پاک کیا ہے پس اس لئے کہ جزیرہ عرب اسلام کا اصلی سرچشمہ ہے آفتاب توحید کا مطلع ہے۔ اسلامی شوکت کا مرکز اور تجلیات الہی کا منظر ہے۔ اس میں خدا کے سب سے زیادہ مقدس اور محبوب رسولؐ کی آرامگاہ ہے۔ اس میں دنیا کا سب سے پہلا توحید کا عبادت خانہ ہے اس کے ریگستان کے ذرے صحابہؓ کے خون سے سیراب کئے گئے ہیں۔ اس میں اسلام کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی یادگاریں ہیں۔ ضروری ہے کہ کسی غیر طاقت اور دشمن اسلام سلطنت کے قبضہ اور تسلط سے پاک رہے۔



یورپ کی مذہبی تنگ نظری۔ کیا تین خدا ماننے والوں، کیا مادی قوت کے پرستاروں کیا دنیا کی تمام سر زمین کو اپنی جاگیر سمجھنے والوں سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ان کے تسلط اور قبضے کے بعد رسول پاک کے روضہ مطہرہ کا احترام اور بیت المحرام کی حرمت باقی رہے گی اور یہ دشمنان توحید اس کی تقدیس و تعظیم کو اپنے نقطہ خیال سے ضروری سمجھیں گے۔ رعایا کے مذہبی جذبات سے خوف کھا کر اور عام ہیجان کے خطرے سے دفعتاً کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے عالم اسلام میں ایک دم طوفان برپا ہو جائے تو یہ اور بات ہے لیکن کوئی تجربہ کار جسے یورپین طاقتوں کی اس مذہبی عصیت کا تجربہ ہے جس کی وجہ سے برطانیہ کے ذمہ دار اراکین فتح بیت المقدس کو شاندار صلیبی فتح قرار دیتے ہیں اور سالونیکا پر یونانیوں کے قبضے کے وقت یہ کہہ کر خوشی مناتے ہیں کہ یورپ میں عیسائی مذہب کے داخل ہونے کا پہلا دروازہ پھر عیسائیوں کے پاس آگیا ایک منٹ کے لئے مطمئن نہیں ہو سکتا کہ ان دوست نما اعداء اسلام کے تسلط کے بعد بھی مقامات مقدسہ کی حقیقی حرمت باقی رہ سکتی ہے۔

رسم حج جاری رہنے کا دھوکہ نہ بہت سے ظاہرین مسلمان بھی اس دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں کہ انگریزی تسلط کے بعد حج جاری رہے گا بلکہ آرام و آسائش کے سامان زیادہ ہو جائیں گے۔ میں ان حضرات سے صرف اس قدر عرض کرتا ہوں کہ آپ نے ایک ظاہری سفر کو حقیقی حج سمجھ لیا ہے اور ظاہری سفر کے آرام و آسائش کو حضور قلب اور اخلاص و حلاوت ایمانی کی جگہ دے دی ہے۔ اور پھر ظاہری سفر کے آرام و آسائش کا بھی آپ کو تجربہ ہو جائے گا ابھی ٹھہر جائیے اور یہ سنہرا طوفان جو خود غرضی اور عیاری کے ساتھ عرب کی سطح پر محیط ہو گیا ہے۔ ذرا کھل جانے دیجئے پھر آپ کو آرام و آسائش کا بھی پتہ چل جائے گا۔

استعمار کی ایجنٹ حکومت۔ یہاں پر یہ کہا جاتا ہے کہ حجاز پر انگریزی قبضہ نہیں ہے بلکہ شریف مکہ کی حکومت ہے۔ میں عرض کروں گا کہ شریف مکہ کی حکومت کی حقیقت بھی واقف کار نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ بھلا وہ شریف جس نے اپنے

قدیمی ولی نعمت اور واجب الاحترام آقا اور مفروض الطاعنہ خلیفہ المسلمین سے ایک سچی طاقت کی ترغیب اور ابلہ فریبی کی وجہ سے بناوت کی ہو، وہ شریف جو انگلستان کا وظیفہ خوار ہو، وہ شریف جو مسیحی سرداروں کی تصویر کو سینہ سے لگاتا ہے، وہ شریف جو خدا کے مقدس جائے امن سے مسلمانوں کو گرفتار کر کے کفار کے حوالے کر دے، اس کی حکومت صحیح معنی میں اسلامی حکومت ہو سکتی ہے؟ اور اس کا نام نماد اقتدار اسلامی اقتدار کہا سکتا ہے؟ حاشا وکلا۔ الغرض بیت المقدس، حجاز کی مقدس سرزمین، عراق، عرب یہ سب مسلمانوں کے اماکن مقدسہ ہیں۔ مستقر خلافت یعنی قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل قدیمی اسلامی یادگاریں ہیں۔ ان تمام مقامات کو اسلامی شوکت و وقار کا مرکز اور خلافت اسلامیہ کا محور ہونے کی وجہ سے مذہبی احکام کے موجب غیر مسلم اثر سے پاک و صاف رکھنا مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے۔ یہاں تک اس کا بیان تھا کہ اس وقت مسلمانوں کے مذہبی فرائض کیا ہیں گذشتہ بیان سے معلوم ہو گیا کہ وہ فرائض یہ ہیں۔

اپنے مسلمان مظلوم بھائیوں کو نصرت و اعانت، مقامات مقدسہ کی حفاظت، خلیفہ المسلمین کے اقتدار کی برقراری میں کوشش کے ذریعے خلافت اسلامیہ کے استحکام کی سعی کرنا۔

ہندی مسلمانوں کی ذمہ داریاں:- اب سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ان فرائض کے ادا کرنے کی کیا سبیل ہے۔ میں پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے نہ صرف ہندوستان بلکہ اقصائے عالم میں کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہ ہو گا جو ان فرائض کی واہمیت سے منکر ہو بلکہ اس میں تردد اور شبہ رکھنے والا بھی غالباً کوئی تنفس نہ نکلے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ایک تلاطم برپا ہے۔ ہر شخص بے چین اور مضطرب ہے۔ خلافت کمیٹیوں کی کثرت اور عام قومی مظاہروں اور جلسوں کی نوعیت اس کی بین دلیل ہے۔

لا لاج اور مصلحت بین زعماء:- مگر بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کسی خوف کی وجہ سے جو ان کے دلوں پر مسلط ہو گیا ہے اس فریضہ کے عائد ہونے میں طرح طرح کے شبہات نکالتے ہیں یا کسی ذنوی طمع اور لا لاج اور اپنی سنہری رو پہلی مصلحتوں کے باعث حیلے حوالے تراشے ہیں۔

معاشرتی و اخلاقی جنگ:- آپ کو معلوم ہے کہ علماء ہند کی ایک کثیر جماعت یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ چونکہ ہندوستان کے مسلمانوں کے پاس مدافعت اعداء کے مادی اسباب نہیں ہیں تو یہیں ہوائی جہاز ہندو قہیں ان کے ہاتھ میں نہیں اس لئے مادی جنگ نہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن انہیں یقین رکھنا چاہیے کہ جب تک برطانیہ کے وزراء اسلامی مطالبات تسلیم نہ کریں اس وقت تک تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی ان کے ساتھ معاشرتی اور اخلاقی جنگ کی حالت ہے یعنی مسلمانوں پر حرام ہے کہ وہ اسلام کے دشمنوں کے ساتھ ایسے تعلقات قائم رکھیں جن سے ان کی مخالفانہ اور معاندانہ طاقت کو مدد پہنچے اور ان کے نشہ غرور و تکبر کو تیز کرے۔ مسلمانوں کا اولین فرض ہے کہ وہ دشمن اسلام کو دشمن کے مرتبہ میں رکھیں اور ایسے تعلقات جو میل جول اور دوستی اور محبت پیدا کرنے والے ہیں ایک دم چھوڑ دیں۔ اس اخلاقی جنگ کا نام ترک موالات ہے جس کے متعلق قرآن پاک میں صریح احکام موجود ہیں۔ حق تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ میں ارشاد فرمایا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا اعدوی  
یعنی ایمان والو۔ میرے اور اپنے  
وعدوکم اولیاء (سورۃ ممتحنہ)  
دشمن کو دوست اور مددگار نہ بناؤ

واقعہ حاطبؓ کے نکات:- اس آیت میں حضرت حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنان خدا اور دشمنان اہل اسلام کے ساتھ موالات کرنے سے منع فرمایا ہے اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جس وقت حضور نبی کریم صلعم نے غزوہ فتح مکہ کا ارادہ فرمایا اور اس کا سامان ہونے لگا تو حاطبؓ بن ابی بلتعہ صحابی نے مشرکین عرب کو ایک خبیثہ اطلاع کا خط لکھا جس میں ان کو متنبہ کیا تھا کہ رسول خدا تمہارے اوپر حملہ کی

تاریاں کر رہے ہیں تم اپنا بھلا برا سوچ لو۔ چونکہ قریش کے ساتھ ان کا کوئی نسبتی تعلق نہ تھا اس لئے انہوں نے چاہا کہ میں ان کے ساتھ یہ احسان کر دوں اور اس کے بدلے میں وہ میرے اہل و عیال اور جائیداد وغیرہ کی جو مکہ میں ہے حفاظت کریں۔ حضور کو وحی سے اطلاع ہو گئی اور راستہ میں سے وہ خط پکڑا گیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اس میں کئی باتیں خاص توجہ کے لائق ہیں۔

اول یہ کہ اس میں حضرت حق تعالیٰ نے عدوی و وعدوکم فرمایا ہے جس سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ دشمنان خدا اور دشمنان اہل اسلام سے ترک موالات کا حکم دینے کی علت ان کی عداوت اور دشمنی ہے تو جہاں کہیں عداوت اور دشمنی موجود ہوگی وہاں ترک موالات کا حکم اسی طرح عائد ہو گا جس طرح آیت شریفہ کے نزول کے واقعہ میں ہوا تھا۔ (یعنی محض مذہبی اختلاف علت نہیں ہے دشمنی)

دوسرے یہ کہ حاطب بن ابی بلتہ نے کفار مکہ کی محبت یا قلبی میلان یا ان کے کفر سے راضی ہونے کی وجہ سے یہ کام نہ کیا تھا۔ بلکہ محض ایک دنیوی مصلحت کی وجہ سے کیا تھا۔ اور مصلحت بھی ایسی کہ ان کے اہل و عیال کی حفاظت کی اور کوئی سبیل نہ تھی کیونکہ وہ دشمنوں کے تسلط کے مقام میں تھے۔ گویا ان کا خبر دینا دشمنوں کی ایک خدمت (محافظت جائیداد و اہل و عیال کا معاوضہ) تھا۔ باوجود اس کے حضرت حق نے اس کو موالات سے تعبیر فرمایا اور ممانعت کا حکم بھیجا۔

تیسرے یہ کہ حاطب کا یہ فعل یعنی خبر دینا کفار مکہ کی کوئی مادی مدد کرنا نہ تھا۔ بلکہ صرف ان کو ان کے برے انجام سے خبردار کرنا اور اپنی نجات کا طریقہ سوچ لینے کے لئے ہلاکت کا وقت سر پر آنے سے پہلے موقعہ بہم پہنچانا تھا مگر صرف اتنی بات کو بھی حق تعالیٰ نے موالات ممنوعہ میں داخل فرما کر موالات کی ممانعت کا حکم نازل فرمایا حاطب کے اس خفیہ خط کے یہ الفاظ اس مضمون پر پوری طرح روشنی ڈالتے

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلعم تمہارے اوپر حملہ کا  
 یریدکم فخذوا حذرکم (حزبن)  
 ارادہ فرما رہے ہیں تو تم اپنا بچاؤ اختیار کر لو۔  
 اور جب حضور نے ان سے دریافت کیا کہ کیوں حاطب یہ کیا حرکت تھی تو انہوں نے  
 جواب دیا

سافعلتہ کفر اولا ارتداداً عن دینی ولا  
 رضا بالکفر بعد الاسلام کان اہلی  
 بین ظہر انہم فحشیت علی اہلی  
 فاردت ان اتخذ لی عندہم یداً وقد  
 علمت ان اللہ تعالیٰ ینزل بہم باسہ وان  
 کتابی لا یغنی عنہم شیاء (خازن)  
 کہ حضور میں نے یہ کام کفر کی وجہ سے یا اسلام  
 سے پھر جانے کے باعث یا اسلام لانے کے بعد کفر  
 کے ساتھ راضی ہونے کے سبب سے نہیں کیا  
 میرے اہل و عیال کفار مکہ کے نرغے میں تھے  
 مجھے ان کی جان کا خوف تھا تو میں نے چاہا کہ  
 ان کے ساتھ ایک احسان کروں اور پیشک  
 میں جانتا تھا کہ خدا تعالیٰ ان کافروں پر اپنا  
 عذاب نازل کرے گا اور میرے خط سے انہیں  
 کوئی فائدہ نہ پہنچے گا

چوتھے یہ کہ حضرت فاروق اعظم نے حاطب کے اس فعل کو نکث بیعت اور  
 مظاہرت سے تعبیر فرمایا۔

لکنہ قد نکث و ظاہر اعدا تک  
 علیک (ابن جریر طبری)  
 یا رسول اللہ اس (حاطب) نے اسلام کی  
 بیعت توڑ دی اور آپ کے خلاف آپ کے  
 دشمنوں کی مدد کی۔

اس کے بعد حضرت حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

انما ینہا کم اللہ عن الذین قاتلوکم  
 فی الدین و اخرجوکم من دیارکم  
 یعنی حق تعالیٰ تم کو ایسے لوگوں کی موات  
 سے منع کرتا ہے (۱) جو تم سے مذہبی لڑائی لڑے اور  
 و ظاہر و علی اخرجکم ان تو لوہم و من (۲) تم کو تمہارے گھروں سے نکالے

یتولیم فلاولئک ہم الظلمون  
(سورۃ ممتحنہ)

(۳) اور نکالنے والوں کے مددگار ہوئے اور  
جو لوگ ان سے موالات کریں گے وہ ظالم ہیں

جن کافروں میں یہ تین چیزیں پائی جائیں ان کی موالات کو یہ آیت حرام قرار دیتی ہے۔  
اول مسلمانوں سے دینی لڑائی لڑنا۔  
دوم۔ مسلمانوں کو گھروں سے نکالنا اور خانہ ویران کرنا۔  
سوم۔ نکالنے والوں کی مدد کرنا۔

برطانیہ کی صلیبی جنگ۔ پہلی بات کہ برطانیہ کی مسلمانوں سے لڑائی مذہبی تھی یا  
نہیں۔ برطانیہ کے وزیر اعظم نے ان الفاظ سے جو جنرل ایلبائی Allenby  
Gen Edmund Henry Hynman کو فتح بیت المقدس کی مبارکباد دینے کے  
وقت کہے گئے تھے اور اس فتح کو شاندار صلیبی فتح قرار دیا گیا تھا صاف ظاہر ہے کہ  
ترکی کے ساتھ التواء جنگ اور صلح کی شرائط پر نظر ڈالنے سے موٹی نظر والے کو  
بھی حقیقت حال نظر آجاتی ہے تھریس پر یونانیوں کو قبضہ دلانا، قسطنطنیہ پر قبضہ کر لینا،  
اپنے صریح و صاف وعدوں کی خلاف ورزی کرنا، سمرنا میں یونانیوں کے مظالم کو نہ  
روکنا، یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے بعد کسی کو اس بات میں شبہ باقی نہیں رہ سکتا  
کہ ترکوں کے ساتھ صرف ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ تمام ناانصانیاں روا  
رکھی گئی ہیں۔

☆ مگر یہ مطلب نہیں ہے کہ جن کافروں نے یہ کام کئے ہوں ان کے ساتھ مدت العمر  
موالات حرام ہے اس لئے کہ ان کاموں کے کرنیوالے جب مسلمان ہو جائیں تو ان کی گذشتہ  
کاروائیاں اسلام لاتے ہی کالعدم ہو جاتی ہیں یا ان سے مسلمان صلح کر لیں تو صلح کی  
شرائط کی تعمیل ضروری ہو جاتی ہے جیسے کفار مکہ سے صلح حدیبیہ کی شرائط کے  
ماتحت حضور نے ان مسلمانوں کو واپس کر دیا جو کفار کی قید سے کسی طرح نکل کر  
آپ کی خلعت میں حاضر ہوئے تھے۔

وطن بدری بن۔ دوسری بات مسلمانوں کو گھروں سے نکالنا قسطنطنیہ اور اس کے اطراف سے ہزاروں مہاجران وطن نکل بھاگے خود ولید سلطنت نے اسلامی جمعیت کی وجہ سے کئی مرتبہ نکلنے کا ارادہ کیا مگر ان کو سخت حراست میں کر دیا گیا یونانیوں کے مظالم سے ہزاروں مسلمان سرنا سے گھریا چھوڑ کر بھاگے۔ قسطنطنیہ سے بہت سے معززین اور مقتدر افراد کو جلاوطن کر کے مالٹا وغیرہ میں بھیج دیا یہ تمام واقعات ہیں جن سے اخراج من الدیار اور مظاہرت علی الاخراج میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا مالٹا میں ترکی کے بہت سے مقتدر افراد میری موجودگی کے زمانے میں نظر بند تھے۔

پس جب کہ یہ تینوں باتیں سلطنت برطانیہ کے ذمہ دار وزراء کی طرف سے واقع ہو گئیں تو اب بھی کسی مسلمان کو برطانیہ کے ساتھ موالات کے حرام ہونے میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے؟

شبہات کا جواب:- رہا یہ شبہ کہ موالات اور چیز ہے اور معاملہ اور چیز ہے آیت موالات کو منع کرتی ہے۔ معاملات کو نہیں تو میں کہوں گا کہ ہاں موالات اور معاملہ میں مفہوم کے لحاظ سے فرق ضرور ہے لیکن موالات کے مفہوم میں قربت اور نزدیکی پیدا کرنے والے تعلقات اور باہمی نصرت و معاونت کے تمام ارتباطات لغوی معنی کے لحاظ سے داخل ہیں پس تمام ایسے معاملے جن کی وجہ سے دشمن کے ساتھ میل جول ربط و اتحاد بڑھے، ایسے معاملے جو ان کی معاندانہ طاقت کو بڑھائیں، ایسے تعلقات (فوجی ملازمت وغیرہ) جو مسلمانوں کی ہلاکت اور شوکت اسلامیہ کے مٹانے میں دخل رکھتے ہوں ایسے روابط جن کی وجہ سے انہیں موقع ملے کہ مسلمانوں کی رضامندی پر استدلال کر سکیں۔ ایسے مراسم جن سے ان کے ساتھ محبت و الفت کا اظہار ہوتا

ہے۔ براہ راست یا بالواسطہ موالات ممنوعہ محرمہ میں داخل ہیں حاطب بن ابی بلتعہ کے واقعہ کو بغور دیکھا جائے اور فاروق اعظم کی ایمانی عینک سے مشاہدہ کیا جائے تو پھر کوئی شبہ واقع نہیں ہو سکتا۔

اس کی تفصیل کا یہ وقت نہیں ہے اس لئے صرف اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔  
دوسرا شبہ یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمان ترک موالات سے تکلیف اور نقصان اٹھائیں گے  
اس کے جواب میں بھی مختصراً "یہ واقعہ ذکر کرنا کافی سمجھتا ہوں۔"

کہ جس وقت یہود بنو قینقاع سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تو عبادہ بن الصامت  
انصاری نے عرض کیا۔

قال عبادة ان لي اوليا من اليهود كثير  
عندهم شديدة شوكتهم واني ابراء  
إلى الله والى رسوله من ولايتهم  
وه حلفهم ولأسولي الا الله ورسوله  
وقال عبدالله بن ابي لکنی لا ابرامن  
ولاء يهودانا رجل لا بللی منهم  
(ابن جریر بخاری)

کہ حضور میری یہود کی ایسی جماعت سے موالات  
تھی جن کی تعداد بہت ہے اور طاقت زبردست  
ہے آج میں ان کی موالات سے دست برداری  
کرتا ہوں اور اب خدا اور رسول کے سوا میرا  
کوئی مولیٰ نہیں اس پر عبد اللہ بن ابی (مناقیق)  
بولے کہ میں تو یہود کی موالات سے دست برداری  
نہیں کر سکتا کیونکہ میری تو بغیر انکے گزر مشکل ہے

اس پر یہ آیت نازل ہوئی

يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا اليهود  
والنصرى اوليا (سورة المائدة)

ایمان والو۔ یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ  
بناؤ اور ان سے موالات نہ رکھو

مناقیقین کا یہ قول کہ ہمیں تکالیف اور مصیبتیں پہنچنے کا خوف ہے جو از موالات  
کے لئے کافی نہ ہوا اور ان کو موالات کی اجازت نہ دی گئی۔

بلکہ ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت حق تعالیٰ نے فی قلوبہم مرض فرمایا  
ہے اور ان کے اس قول کا جس میں تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچنے کا خوف ہے یہ  
جواب دیا کہ عنقریب حق تعالیٰ اپنی طرف سے مسلمانوں کی فتح یا کوئی مہتمم بالشان امر  
ظاہر کرے گا جس سے یہ تمام ڈرنے والے اپنے فانی منصوبوں پر نادم ہو جائیں گے۔  
میدان عمل اور ابتلاء۔ آج بھی ایک میدان عمل تمہارے سامنے ہے ابتلاء و  
استحسان کی کڑی منزل درپیش ہے مگر آپ دور نہ جائیں صرف اپنے آقائے نادر خاتم



النبین صلعم کے حالات پر غور کریں آپ کو مشرکین عرب نے اس قدر سخت تکلیفیں پہنچائی ہیں کہ الامان الحفیظ مگر آپ ان تمام جاگمگاز تکلیفوں کو نہایت استقامت کے ساتھ برداشت فرماتے رہے اور اپنے فرض تبلیغ کو جاری رکھا یہاں تک کہ کفار مکہ نے آپ کے قتل کا منصوبہ باندھ کر آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اس وقت آپ خدا تعالیٰ کے حکم سے مکان چھوڑ کر تشریف لے گئے اور تین دن غار ثور میں رہ کر مدینہ منورہ چلے گئے وہ زمانہ مسلمانوں کے لئے سخت ابتلا و آزمائش کا زمانہ تھا۔ مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل اور مالی حالت نہایت تنگی کی تھی مگر ان کے ایمان پختہ اور قلب مطمئن تھے ان کی صداقت و استقامت کی برکت تھی کہ کفار کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور خوار ذلیل ہو کر مغلوب ہوئے اور خدا کا نور تمام دنیا میں پھیل گیا۔

میری غرض اس بیان سے صرف یہ ہے کہ آج اگر مسلمانوں کے ایمان پختہ ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کے وعدہ نصرت و کان تھا علینا نصر المؤمنین پر ان کو پورا بھروسہ ہو جائے اور تکالیف کی برداشت میں ذرا صبر و استقامت سے کام لیں تو ان کی کامیابی یقینی ہے کیونکہ آج دنیا میں مسلمانوں کی تعداد چالیس کروڑ ہے جس میں سے صرف ہندوستان میں سات ساڑھے سات کروڑ آباد ہیں اگر یہ سب منفقہ طور پر اسلامی خدمت کے لئے صبر و استقامت کی ڈھال لے کر کھڑے ہو جائیں تو کیا کوئی طاقت ہے جو توحید کی بجلی پر غالب آجائے؟

دشمنان خدا ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی نصرت اور توفیق سے مومنین کی قوت ایمانی اور استقامت ہمیشہ ان کی کوششوں کے سامنے سد سکندری ثابت ہوئی ہے اسلام خدا کا نور ہے جو ان کو رچھوں کی معاندانہ پھونک سے کبھی نہیں بجھ سکتا۔

فرزندان توحید! آج تمہارے ایمان اور اخلاص کا امتحان لیا جا رہا ہے خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ کون اس کے جلال و جبروت کے سامنے سر جھکاتا ہے اور کون ہے جو دنیا کی ناپائیدار ہستیوں کے خوف سے خدا کی امانت میں خیانت کرتا ہے۔

اگر تم کو میدانِ محشر میں خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اگر تم کو رسولِ پاک صلعم کی شفاعت کی آرزو ہے تو اس کے پاک دین کی حفاظت کرو۔ اس کے مقدس احکامات کی اطاعت کرو۔ اس کی امانتِ توحید کو برباد نہ ہونے دو۔ اور اس کی دی ہوئی عزت کو حقیقی عزت سمجھو۔

اسلام کے نام پر بد نما و حبیہ۔ اسلام صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ وہ تمام مذہبی تمدنی اخلاقی سیاسی ضرورتوں کے متعلق ایک کامل و مکمل نظام رکھتا ہے جو لوگ کہ زمانہ موجودہ کی کشمکش میں حصہ لینے سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور صرف حجروں میں بیٹھ رہنے کو اسلامی فرائض کی ادائیگی کے لئے کافی سمجھتے ہیں وہ اسلام کے پاک و صاف دامن پر ایک بد نما و حبیہ لگاتے ہیں۔

ان کے فرائض صرف نماز روزہ میں منحصر نہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی اسلام کی عزت برقرار رکھنے اور اسلامی شوکت کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری بھی ان پر عائد ہوتی ہے

وَفَقْنَا لِلَّهِ وَالْيَاكُمَ لِمَا يَحِبُّ وَيُرْضَى

برادرانِ وطن کی شرافت۔ برادرانِ وطن نے تمہاری اس مصیبت میں جس قدر تمہارے ساتھ ہمدردی کی ہے اور کر رہے ہیں وہ ان کی اخلاقی مروت اور انسانی شرافت کی دلیل ہے۔ اسلام نے احسان کا بدلہ احسان قرار دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ احسان اس کا نام ہے کہ آپ اپنی چیز کسی کو دیدیں کسی دوسرے کی چیز کو اٹھا کر دے دینے کو احسان نہیں کہتے۔ اس لئے آپ برادرانِ وطن کے احسان کے بدلے میں وہی کام کر سکتے ہیں جو اخلاقی اور شرفانہ طور پر اپنے اختیارات سے کر سکتے ہوں۔ مذہبی احکام خدا کی امانت ہیں ان پر تمہارا اختیار نہیں ہے اس لئے لازم ہے کہ حدودِ مذہب کے اندر رہ کر تم احسان کے بدلے میں احسان کرو اور دونوں قومیں مل کر ایک ایسے زبردست دشمن کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو جاؤ جو تمہارے مذہب تمہاری آزادی کو پامال کر رہا ہے۔

علماء کرام اور وقت کا تقاضا۔ جماعت علماء جو حقیقتاً مسلمانوں کے مذہبی قائدین ہیں ان کا فرض ہے۔ کہ اس وقت موقعہ کی نزاکت اور اہمیت کو نظر انداز نہ کریں۔ آپس کے نزاع اور اختلاف میں پڑ کر اصل مقصود کو خراب نہ کریں ورنہ مسلمانوں کی خرابی اور بربادی کی تمام تر ذمہ داری انہیں پر عائد ہوگی۔ علمی تہ تیقات کے لئے آپ کے واسطے بہت سے میدان کھلے ہوئے ہیں۔ عبادت و ریاضت کے لئے بہت سی راتیں آپ کو بلا شرکت غیرے حاصل ہیں مگر جو کلام کہ جبل احد اور میدان بدر میں ہوا وہ مسجد نبوی جیسی مقدس جگہ کے مناسب نہ تھا۔ مطالبہ حقوق کا دور۔ آج احتجاج اور مطالبہ حقوق کے میدان صرف مظاہروں کے پلیٹ فارم ہیں۔ ظلو تیں اور تنہائی کی راتیں اس کے لئے کافی نہیں ہیں اگر موجودہ زمانہ میں توپ بندوق ہوائی جہاز کا استعمال مدافعت اعداء کے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ (باوجودیکہ قرون اولیٰ میں یہ چیزیں نہ تھیں) مظاہروں اور قومی اتحادوں اور مشفقہ مطالبوں کے جواز میں بھی تامل نہ ہو گا کیونکہ موجودہ زمانہ میں ایسے لوگوں کے لئے جن کے ہاتھ میں بندوق ہوائی جہاز نہیں یہی چیزیں ہتھیار ہیں۔

برطانیہ کی مذہبی امور میں مداخلت۔ معزز حاضرین برطانیہ کا یہ دعویٰ کہ وہ کسی کے مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرتی آپ ہمیشہ سے سنتے آئے ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا ہندوستان کے مسلمان اپنے مذہبی امور میں آزادی کے ساتھ عمل کر سکتے ہیں کیا سلطنت کا زبردست بچہ ان کا گلا گھونٹنے کے لئے ہر وقت تیار نہیں ہے آج مولوی ظفر علی خان اور مولوی بقاء اللہ صوفی اقبال احمد مولوی محمد فاخر اور اسی طرح دوسرے فرزندان ہند کس جرم میں قید خانوں میں بند ہیں کیا انہوں نے مذہبی احکام کی تبلیغ کے سوا اور کوئی گناہ کیا تھا۔ کیا مسلمانوں کے مذہبی احکام کے فتوے ضبط نہیں ہوئے کیا مسلمانوں کی ہزاروں خواتین اپنے نکاح و طلاق کے مقدمات میں غیر مسلم عدالتوں کے سامنے جا کر اسلامی احکام کے خلاف فیصلے کرانے پر مجبور نہیں کیا شفعہ و قبضہ مخالفانہ وغیرہ کے قوانین شریعت اسلامیہ کے موافق ہیں یہ تمام چیزیں ہیں جن کی

پوری نگہداشت جمیعت العلماء کے اہم فرائض میں سے ہے۔  
 اسی طرح اسلامی مذہبی تعلیم کے لئے مفید نظام قائم کرنا اور تمام اسلامی  
 درسگاہوں کو ایک سلسلہ میں منسلک کرنا بھی علماء کے لئے ضروری فرائض میں داخل  
 ہے۔

اسلامی اوقاف کا وسیع و عریض سلسلہ بھی ایک خاص نظم کا محتاج ہے غرضیکہ  
 بہت سی اسلامی ضروریات ہیں جو علماء کے ایک مرکز پر جمع نہ ہونے کی وجہ سے منتشر  
 حالت میں تھیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے ان کو  
 جمع کر دیا اس اجتماع کی بدولت امید ہے کہ تمام پراگندہ اور منتشر امور کا نظام درست  
 ہو جائے گا۔

خاتمہ کلام :- قبل اس کے کہ میں اپنے بیان کو ختم کروں آپ حضرات سے ایک  
 التجا کرتا ہوں وہ یہ کہ ہر حال میں خدائے قدوس پر بھروسہ رکھیں اور اپنی تدبیر کو  
 تدبیر ہی کے مرتبہ میں سمجھیں۔ اسلامی احکام کی تعمیل کریں اور مذہبی فرائض ادا  
 کرنے کا مضبوط اور مستحکم عہد باندھ لیں خدا کی رحمت نیک بندوں کے ساتھ رہتی  
 ہے اور اس کا رحم ضعیفوں اور خدا پر بھروسہ رکھنے والوں کی مدد کرتا ہے۔

اے زندہ اور قدوس خدا اے ارحم الراحمین اے شہنشاہ رب العالمین ہمارے  
 گناہوں سے درگزر فرما اور ہمارے ضعف و ناتوانی پر رحم کر ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق  
 دے اور اپنے دین کی خدمت کے لئے ہمارے دل مضبوط کر دے ہماری کلائیوں میں  
 طاقت عنایت فرما ہمارے اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کر حق کو فتح اور باطل کو شکست  
 دے آمین یا ارحم الرحمن و ارحمہونا ان الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام  
 علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

حضرت شیخ السنہ صدر جمیعتہ علمائے ہند کی اختتامی تحریر جو صدر کے حکم سے ۹ ربیع  
 الاول ۱۳۳۹ھ ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء کو آخری اجلاس میں پڑھی گئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفى

اے حضرات علمائے کرام اور حضار جلسہ میں "اولاً" جمعیت کی تمام کاروائیوں کے باحسن اسلوب انجام پانے پر خدائے قادر و توانا کا شکر ادا کرتا ہوں اور ثانیاً" یہ عرض ہے کہ اگرچہ میں ناقابل انکار عذر کی وجہ سے آپ کے جلسوں کی شرکت سے بظاہر محروم رہا لیکن آپ یقین کیجئے کہ میرا دل آپ کے مجمع سے بہت کم غائب ہوا ہے علماء کی سیاست میں شرکت نہ اور مجھے یہ معلوم ہو کر نہایت مسرت ہوئی کہ جسم قوم کی روح (جماعت علماء) نے بعض ان شعبہ سیاسیہ میں پھر ایک مرتبہ اپنی زندگی کا ثبوت پیش کیا ہے جن میں وہ بالکل مردہ سمجھی جا رہی تھی۔ اور جن میں اگر وہ مردہ ثابت رہتی تو اسلامی عزت و وقار کا بالکل ہی خاتمہ تھا۔ آپ رنجیدہ نہ ہوں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کا علم و تدبیر اگر اب بھی عالم اسلامی کے خوفناک مصائب سے آنکھ بند کئے رکھنے کی اجازت دیتا تو آج دنیا ہماری غیرت ایمانی اور شرافت انسانی دونوں کے بیک وقت دفن کئے جانے پر ماتم کناں ہوتی۔

گرمی محفل:- اب بھی اگر ہم چند تجاویز پاس کر کے اور صرف چند ساعتوں کی گرمی محفل کو اپنی تمام تقریروں اور خطبوں کا ماہصل سمجھ کر منشر ہو گئے تو ہماری مثال ٹھیک اس مریض کی سی ہوگی جو ایک اکسیر شفا کی تکرار زبان سے بار بار کرتا ہے لیکن اس کا استعمال ایک دفعہ بھی نہ کرے۔

میں اس وقت آپ سے رخصت ہو رہا ہوں اور جو کچھ مجھے کہنا تھا خطبہ صدارت میں کہہ چکا ہوں اور جو مبسوط مضمون مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی نے آپ کو آپ ہی کے اجلاس میں سنایا ہے اس کے ضمن میں بھی میرے مقاصد اور خصوصیات نہایت خوبی سے ادا ہو گئے ہیں اور حضرات علماء ہمدتین نے بحث و تمحیص کے بعد جو امور طے کئے ہیں ان سے بھی یہ بندہ ضعیف عملاً علیحدہ نہیں ہے اس

لئے اب مجھ کو اس سے زائد کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم سب کو ملکر متوکلا " علی اللہ ان طے شدہ تجاویز پر عمل کرنا اور کرانا چاہیے جن سے ہمارے ایمان، ہمارے کعبہ، ہماری حسنحفاظت، ہماری عزت و آبرو ہمارے مقامات مقدسہ اور ہمارے وطنی اور قومی حقوق کا تحفظ ہو سکتا ہے اگر اس وقت بھی ہم نے غفلت و تن آسانی کی تو شاید عافیت حاصل کرنے کا یہ آخری موقعہ ہو گا۔ جس کو ہم جان بوجھ کر اپنے ہاتھ سے کھوئیں گے جو صراط مستقیم آپ نے معلوم کر لیا ہے قرآن و سنت کی روشنی میں اس پر سیدھے چلے جائیے اور یمن و شمال کی طرف مطلق التفات نہ کیجئے۔

جو لوگ اس وقت آپ سے علیحدہ ہیں ان کو بھی حکمت اور موعظہ حسنہ سے اپنی جماعت کے اندر جذب کیجئے اور اگر اس میں مجاہدہ کی نیت آئے تو وہ بالذات ہی احسن ہونا چاہیے۔

ہندو مسلم اتحاد کی افادیت:- کچھ شبہ نہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی ہم وطن اور ہندوستان کی سب سے زیادہ کثیر تعداد قوم (ہندو) کو کسی نہ کسی طریق سے آپ کے ایسے پاک مقصد کے حصول میں موید بنا دیا ہے اور میں ان دونوں قوموں کے اتفاق و اجتماع کو بہت ہی مفید اور منج بسمجھ ہوں اور حالات کی نزاکت کو محسوس کر کے جو کوشش اس کے لئے فریقین کے عمائد نے کی ہے اور کر رہے ہیں اس کی میرے دل میں بہت قدر ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ صورت حال اگر اس کے خلاف ہوگی تو وہ ہندوستان کی آزادی کو آئندہ ہمیشہ کے لئے ناممکن بنا دے گی اور دفتر ہی حکومت کا آہنی پنجہ روز بروز اپنی گرفت کو سخت کرتا جائے گا اور اسلامی اقتدار کا اگر کوئی دہندلا سا نقش باقی رہ گیا ہے تو وہ بھی ہماری بد اعمالیوں سے حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ کر رہے گا اس لئے ہندوستان کی آبادی کے یہ دونوں عنصر بلکہ سکھوں کی جنگ آزما قوم کو ملا کر تینوں اگر صلح و آشتی سے رہیں گے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی چوتھی قوم خواہ وہ کتنی ہی بڑی طاقتور ہو ان اقوام کے اجتماعی نصب العین کو محض اپنے جبر و استبداد سے شکست کر سکے گی۔

باہمی مصالحت کی حدود: جس سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور آج پھر کہتا ہوں کہ ان اقوام کی باہمی مصالحت اور آشتی کو اگر آپ خوشگوار اور پائدار دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کی حدود کو خوب اچھی طرح دلنشین کر لیجئے اور وہ حدود وہی ہیں کہ خدا کی باندھی ہوئی حدود میں ان سے کوئی رخسہ نہ پڑے۔ جس کی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ اس صلح و آشتی کی تقریب سے فریقین کے مذہبی امور میں کسی اونٹنی امر کو بھی ہاتھ نہ لگایا جائے اور دنیوی معاملات میں ہرگز کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے۔ جس سے کسی فریق کی ایذا رسانی اور دل آزاری مقصود ہو۔

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب تک بہت جگہ عمل اس کے خلاف ہو رہا ہے مذہبی معاملات میں تو بہت لوگ اتفاق ظاہر کرنے کے لئے اپنے مذہب کی حد سے گذر جاتے ہیں لیکن محکموں اور ابواب معاش میں ایک دوسرے کی ایذا رسانی کے درپے رہتے ہیں۔

ہندو مسلم لیڈروں سے گذارش: میں اس وقت جمہور سے خطاب نہیں کر رہا۔ بلکہ میری گذارش دونوں قوموں کے زعماء (لیڈروں) سے ہے کہ ان کو جلسوں میں ہاتھ اٹھانے والوں کی کثرت اور ریزولیوشنوں کی زبانی تائید سے دھوکا نہ کھانا چاہیے کہ یہ طریقہ سطحی لوگوں کا ہے۔ ان کو ہندو مسلمانوں کے فحشی معاملات اور سرکاری محکموں میں متعصبانہ رقابتوں کا اندازہ کرنا چاہیے۔ اگر فرض کرو ہندو مسلمان کے برتن سے پانی نہ پیئے یا مسلمان ہندو کی ارتھی کو کندھانہ دے تو یہ ان دونوں کے اتفاق کے لئے مہلک نہیں۔ البتہ ان دونوں کی وہ حریفانہ جنگ آزمائیاں اور ایک دوسرے کو ضرر پہنچانے اور نیچا دکھانے کی وہ کوششیں جو انگریزوں کی نظروں میں دونوں قوموں کا اعتبار ساقط کرتی ہیں اتفاق کے حق میں سم قاتل ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ حضرات میرے اس مختصر مشورہ کو سرسری نہ سمجھ کر ان باتوں کا عملی انسداد کریں گے۔

دعا۔ اب آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ ہم کو اور آپ کو نیکی اور سمجھ دے اور ہمارے دلوں کو سیدھا کرنے کے بعد کج نہ کرے اور ہماری وجہ سے ہمارے مذہب پر دوسروں کو تضحیک کا موقع نہ دے اور ہم کو ہر ایک آسان اور کھٹن منزل میں صبر استقلال کے ساتھ ثابت قدم رکھے اور اس وقت کے حالات سے بہتر حالات میں پھر ہم کو جمع کرے آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ و صحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

آپ کا دعا گو اور خیر اندیش محمود حسن غفرلہ

۹۔ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء



# شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن کی دستیاب مطبوعات

|                                                       |                                        |
|-------------------------------------------------------|----------------------------------------|
| شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ                           | استعماری مظالم اور ملی تقاضے           |
| شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ                           | جدوجہد اور نوجوان                      |
| مولانا عبید اللہ سندھیؒ                               | قرآنی دعوت انقلاب                      |
| مولانا عبید اللہ سندھیؒ                               | ولی اللہی فکر کا تاریخی تسلسل          |
| مولانا عبید اللہ سندھیؒ                               | تقویٰ کیا ہے؟                          |
| مولانا سید حسین احمد مدنیؒ                            | دین حق اور برصغیر کا سماجی نظام تعلیم  |
| مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ                           | عبادت و خلافت                          |
| مولانا محمد الیاس دہلویؒ، مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ | شریعت، طریقت اور سیاست                 |
| مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ                           | جدوجہد آزادی کا راہنما ادارہ           |
| مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ                           | دینی تمدن کی تشکیل نو                  |
| مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ                           | اسلام اور گروہیت                       |
| مولانا حفیظ الرحمن سیوہارویؒ                          | اسلام کا اقتصادی نظام ایک تقابلی جائزہ |
| مولانا حفیظ الرحمن سیوہارویؒ                          | فرد اور اجتماعیت                       |
| مولانا حفیظ الرحمن سیوہارویؒ                          | وقت کی قدر و قیمت                      |
| مولانا سید محمد میاںؒ                                 | ولی اللہی تحریک                        |
| مولانا سید محمد میاںؒ                                 | امام شاہ عبدالعزیزؒ افکار اور خدمات    |
| مولانا سید محمد میاںؒ                                 | آزاد قومی پالیسی کا خاکہ               |
| مولانا سید سلیمان ندویؒ                               | دین وحدت                               |
| مولانا سید سلیمان ندویؒ                               | جہاد کیا ہے؟                           |
| مولانا سید سلیمان ندویؒ                               | دین اور حکومت                          |

پوسٹ بکس نمبر 938 پوسٹ آفس گلگشت ملتان